وفادار غلام

تحریر:

محمد نجم مصطفائی

ناشر: ادارہ تحقیقاتِ اسلامیہ حنفیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وفادار غلام

تقریباً ڈھائی ہزار برس پہلے ملک یمن میں تبع حمیری نامی بادشاہ بڑی شان وشوکت سے حکومت کیا کرتا تھا۔ اس کا شمار دنیا کے ان پانچ بادشاہوں میں ہوتا ہے جنھوں نے ساری دنیا پر اپنا قبضہ کیا۔ اس زمانے میں اس کی فوجی قوت کا یہ عالم تھا کہ اس کے لشکر میں ایک لاکھ ۲۳ ہزار سوار اور ایک لاکھ تیرہ ہزار پیدل سپاہی موجود رہتے۔

ایک مرتبہ یہ بادشاہ اسی لشکر کے ہمراہ یمن کے اردگرد کے علاقوں کو فتح کرنے نکلا اور فتوحات کے جھنڈے گاڑھتا ہوا جب مکہ معظمہ کے پاس پہنچا تو مکہ کے لوگوں نے نہ تو اس کا استقبال کیا اور نہ اس کے لشکر کی قوت سے خوفزدہ ہوئے۔ بادشاہ اس بات سے بڑا غضبناک ہوگیا اور غصہ میں آکر شہر مکہ کو تباہ کرنے اور شہریوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔

جیسے ہی اس نے یہ حکم دیا شانِ قدرت دیکھئے کہ بادشاہ ایک پر اسرار بیماری کا شکار ہوگیا اور اس کے منہ، ناک اور کان سے خون بہنے لگا اور سر کے درد سے اس کا برا حال ہوگیا۔ اس نے اس بیماری کا کئی ماہ تک علاج کرایا مگر مرض دن بدن بڑھتا ہی چلا گیا۔ حتیٰ کہ وہ موت کے قریب پہنچ گیا۔

بادشاہ کی بیماری دیکھ کر ایک صاحبِ نظر بزرگ قریب آئے اور بادشاہ سے کہا، اے بادشاہ! میں تمہارا علاج کرسکتا ہوں بشرطیکہ تم میرا حکم مانو۔ بادشاہ نے کہا کہ تمہاری ہر بات مانوں گا۔ صاحبِ نظر بزرگ نے فرمایا، اے بادشاہ! تم اہل مکہ کو قتل کرنے کا ارادہ ترک کردو۔ جب تک تم اپنا ارادہ نہیں بدلو گے تم اس بیماری سے نجات نہیں پاسکو گے۔ کیونکہ جو کوئی بھی شہر مکہ کو نقصان پہنانے کا ارادہ کرتا ہے وہ مبتلائے عذاب ہوجاتا ہے۔

یہ وہ شہر ہے جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے۔ بادشاہ نے جب یہ سنا تو سچے دل سے توبہ کی اور شہر مکہ کو نقصان پہنچانے کا ارادہ ترک کردیا۔ کہتے ہیں کہ اس بزرگ نے بادشاہ کے کمرے سے قدم باہر ہی رکھا تھا کہ بادشاہ کی پر اسرار بیماری یکا یک ختم ہوگئی۔ اس خوشی میں بادشاہ نے ایک پر تکلف دعوت کا اہتمام کیا اور اہلِ مکہ کو اس دعوت میں مدعو کیا۔ پھر بادشاہ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور نایاب ریشم سے کعبۃ اللہ کا غلاف تیار کروایا اور کعبہ سے تمام بتوں کو نکلوا دیا اور پھر دنیا کے مختلف علاقوں کو فتح کرنے آگے چل دیا۔

کئی علاقوں کو فتح کرنے کے بعد یثرت پہنچا۔ اہل یثرت نے جب اس لشکر جرار کو آتے دیکھا تو شہر کے دروازے بند کر کے قلع بند ہو گئے۔ کئی ماہ گزر گئے مگر بادشاہ شہر یثرت کو فتح نہ کر سکا۔ ایک روز صبح ہی صبح اسے اپنے لشکر کے خیموں کے باہر کھجوروں کی گٹھلیاں نظر آئیں وہ گٹھلیوں کو دیکھ کر بہت حیران ہوا کیونکہ اس کے لشکر میں کھجوروں کی کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ جب بادشاہ نے اپنے سپاہیوں سے کھجوروں کے بارے میں پوچھا تو سپاہیوں نے بتایا اے بادشاہ جب رات کا آخری حصہ ہوتا ہے یثرت کے لوگ کھجوروں سے بھری ہوئی بوریاں فصیل کے اوپر چڑھ کر ہماری طرف پھینک دیتے ہیں جنہیں ہم کھا لیتے ہیں۔

بادشاہ تبع حمیری یہ سن کر حیران و پریشان رہ گیا اور کہنے لگا ہم نے مہینوں سے اس شہر کا محاصرہ کر رکھا ہے باہر سے تمام راستے بند کر دیے ہیں ہم انہیں تباہ و برباد کر دینا چاہتے ہیں مگر یہ عجیب لوگ ہیں کہ اس حالتِ جنگ میں بھی یہ اپنے دشمنوں کے ساتھ دوستوں والا سلوک کر رہے ہیں۔ آخر کیوں؟ اس نے فوراً اپنی فوج کے علماء کو اہل یثرت سے رابطہ کرنے کا حکم دیا۔ جب یہ بات یثرت کے علماء تک پہنچی تو انہوں نے کہا، ہم دور دراز کے علاقوں سے یہاں آ کر آباد ہوئے ہیں ہم میں سے کسی کا تعلق خیبر سے ہے کسی کا شام سے، کوئی مصر سے آیا ہے تو کوئی دوسرے علاقے سے آ کر آباد ہوا ہے۔ ہم سب کے سب یہودی ہیں۔

ہم نے تورات اور زبور جیسی آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس سرزمین یثرت پر نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنے والے ہیں اور ہم یہاں رہ کر انہی کا انتظار کر رہے ہیں۔ ہماری کتابوں اور آسمانی صحیفوں میں لکھا ہے کہ پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حلیم وکریم اور شفیق و انیس ہونے کے ساتھ ساتھ مہمان نواز بھی ہوں گے۔ اسی لئے ہم بھی اپنے آپ میں ان جیسی عاداتِ کریمہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بادشاہ تبع حمیری اہل یثرت کی ان باتوں اور حسن سلوک سے بہت متاثر ہوا اور بے اختیار رونے لگا کہ وہ مقدس اور آخری نبی ابھی تشریف بھی نہیں لائے۔ لیکن ان کے اوصاف حمیدہ پر لوگوں نے ابھی سے عمل شروع کر دیا۔ وہ رو رو کر کہنے لگا اے کاش! میں بھی نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور میں ہوتا ان پر ایمان لاتا اور ان کی خدمت کرتا۔

سرکارِ دو عالم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک سن کر اس کے سینے میں سوز و گداز سے معمور دل پگھل گیا اور شوقِ دیدار بڑھ گیا۔ اس نے یثرت پر حملہ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور اہل یثرت سے اجازت طلب کی کہ وہ اس مقدس شہر کی مقدس گلیوں کی زیارت کی اجازت دیں۔ اجازت ملنے پر وہ شہر میں داخل ہوا پورا لشکر اس کے ساتھ تھا آج وہ ایک بادشاہ کی حیثیت سے نہیں، ایک عاجز غلام کی حیثیت سے شہر کی گلیوں میں گھومتا رہا۔ اس کے شوقِ دیدار کا یہ عالم تھا کہ عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے اشعار پڑھنے لگا۔ مؤرخین اور تذکرہ نگار سیرت کی کتابوں میں بتاتے ہیں کہ تبع حمیری اور اس کے لشکریوں نے اس موقع پر 'یا محمد یا محمد' کے نعرے بلند کیے اور حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد میں بے حد آنسو بہائے۔ تبع حمیری نے سارے شہر کو صاف کرایا۔

عالی شان اور خوبصورت عمارتیں تعمیر کرائیں۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ بھی یہیں آباد ہو جائے تا کہ پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کر سکے۔ لیکن اس کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ کیونکہ بادشاہ کی غیر موجودی میں یمن میں بغاوت ہو گئی۔ لہٰذا اسے مجبوراً یمن واپس جانا پڑا۔ مگر جانے سے پہلے اس نے اپنی خواہش کی تکمیل کیلئے ء چار سو علماء کو خوبصورت مکانات بنوا کر دیئے۔ ان علماء میں شامول نامی عالم کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک خط دیا جس پر اپنی مہر لگا کر صندوقچے میں مقفل کر دیا۔ چابی شامول کے حوالے کر دی اور اسے تاکید کر دی کہ اگر اسے نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ اور دیدار نصیب ہو جائے تو یہ خط بصد احترام ان کی خدمت میں پیش کر دینا اور اگر تمہیں یہ سعادت نہ مل سکے تو اپنی اولاد کو تاکید کر دینا کہ نسل در نسل یہ سلسلہ جاری رہے حتیٰ کہ وہ مبارک گھڑی آجائے کہ وہ پیغمبر و رہنما اور رہبر کامل اور عالم جہاں میں تشریف لے آئیں۔ شاہِ یمن تبع حمیری نے جو مضمون خط میں لکھا اس کا متن حسبِ ذیل ہے۔

یہ خط حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب ہے جو حضرت عبداللہ کے بیٹے خاتم النبیین اور رسول ربّ العالمین ہیں۔ تبع حمیری کی طرف سے اما بعد اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں آپ پر اور آپ کی کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے آپ پر نازل کی۔ آپ کے دین پر اور آپ کی سنت پر بھی ایمان لایا۔ آپکے ربّ پر ایمان لایا۔ جو تمام جہانوں اور تمام چیزوں کا ربّ اور مالک ہے۔ میں ایمان لایا آپ کے ربّ کی طرف سے ایمان اور اسلام کی جو فضیلتیں نازل ہوئیں۔ میں نے انہیں قبول کیا۔ اگر میں نے آپ کو پایا تو میں نے نعمت حاصل کر لی اور اگر نہ پا سکا تو آپ میرے لئے قیامت کے دن شفاعت فرما دیجئے اسلئے کہ میں آپ کی اوّلین اُمت میں سے ہوں۔

لِلّٰہ! اس دن نے مجھے فراموش نہ کیجئے گا میں نے آپ کی اتباع آپ کی تشریف آوری اور آپ کی بعثت سے پہلے کی۔ میں آپ کی ملت آپ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر قائم ہوں۔

حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت سے ایک ہزار سال پہلے رونما ہونے والے اس واقعہ کے بعد یہ خط نسل در نسل منتقل ہوتا ہوا شامول کی اکیسویں پشت میں پہنچا ہی تھا کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر یثرت کی جانب تشریف لائے۔

لیکن اب اس شہر کا نام یثرت نہیں بلکہ مدینہ ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہیں۔ لوگ جوش و خروش سے پیغمبر آخر الزماں کا استقبال کر رہے ہیں۔ مدینے کا ہر شخص اونٹنی کی باگ پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ شہنشاہِ یمن تبع حمیری کے آباد کردہ چار سو علماء اور حکماء سے جنم لینے والی نسل جو ایک ہزار برس سے نسل در نسل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی منتظر چلی آ رہی تھی جو آپ کی حمایت و مدد کیلئے بے چین و بے قرار تھی جو بعد میں انصاری صحابی کہلائے۔ یہی وہ انصاری ہیں جو آپ کے استقبال اور عالم وارفتگی میں آپ کے آگے پیچھے جا رہے ہیں۔ درد کے مارے لوگوں کا عجیب عالم ہے۔ آج وداع کی گھاٹیوں میں چودھویں کا چاند طلوع ہو رہا ہے۔ شہر مدینہ کا عجیب سماں ہے۔ پورا شہر بقعہ نور بنا ہوا ہے۔ ہر انصاری کی یہ خواہش ہے کہ پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گھر رونق افروز ہوں اور حضور کو مہمان بنانے کی سعادت حاصل ہو۔

لیکن حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اس اونٹنی کو چھوڑ دو یہ اللہ کی جانب سے مامور ہے۔ یہ لفظ سنتے ہی اہل مدینہ بے قرار ہوگئے اور پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اونٹنی مدینے کی گلیوں میں گھومتی ہے۔ کبھی اِدھر تو کبھی اُدھر حتیٰ کہ ایک مقام پر آکر رُک جاتی ہے اور بیٹھ جاتی ہے اور اپنی گردن زمین پر ڈال دیتی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اونٹنی سے اُترتے ہیں اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر کے سامنے بیٹھتی ہے ہر شخص حیران ہے کہ اونٹنی ایک غریب نجار کے گھر جا کر کیوں بیٹھی۔ اونٹنی بڑے بڑے امراء کے دروازوں کے سامنے سے گزری مگر نہیں بیٹھی۔ باگ پکڑنے والوں کے اشاروں پر نہیں رُکی اور جب بیٹھی تو ابوایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دروازے کے سامنے بیٹھی ...... آخر کیوں؟

کتب سیر اور تاریخ کی کتابوں میں یہ درج ہے کہ تبع حمیری نے جو خط شامول کو دیا تھا وہ نسل در نسل منتقل ہوتا رہا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا تھا اور حضرت ابوایوب انصاری شامول کی اکیسویں پشت میں سے تھے۔ حضرت ابوایوب انصاری نے ابویعلی نامی ایک معتبر شخص کے ذریعے وہ خط حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابویعلی کو دیکھتے ہی فرمایا کیا تو ابویعلی ہے اور کیا تبع کا خط تیرے ہی پاس ہے؟ یہ الفاظ سن کر وہ شخص بڑا حیران ہوا کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتا بھی نہیں تھا۔ اس نے حیران ہوکر دریافت کیا آپ کون ہیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں محمد بن عبداللہ ہوں اور صاحبِ کتاب ہوں اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ ابویعلی نے وہ خط جیب سے نکالا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں پیش کردیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خط سے مطلع ہوکر تین بار ارشاد فرمایا:

یا اخی الصالح

اے صالح بھائی مرحبا۔

(اس تاریخ ساز واقعہ کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں کتب سیر و تاریخ، کتاب مغازی، ہزار سال قبل از نبوی صفحہ ۳،۴،۵)

اس ایمان افروز واقعہ کو سننے کے بعد یہ کہنا پڑیگا کہ شہنشاہِ یمن تبع حمیری اور اس کے چار سو ساتھی اور ان سے جنم لینے والے انصار کس قدر خوش نصیب اور سعادت مند تھے کہ تقریباً ایک ہزار سال آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کے انتظار میں گزار دیئے۔

سرزمین مدینہ پر اس ایک ہزار برس میں کیا کیا واقعات گزرے۔ کیسے کیسے قافلے اور کارواں آئے اور چلے گئے۔ لیکن اہل مدینہ کا انتظار ختم نہ ہوا۔ وہ انتظار کرتے رہے انتظار ہی ان کا مقصود اور نصب العین تھا۔ آخر وہ اپنی مراد کو پا گئے۔ تبع حمیری اپنی مراد کو ایسا پہنچا کہ 'صالح بھائی' کا لقب پایا۔ یہ کوئی معمولی اعزاز نہ تھا۔ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل ہی آپ کی شہرت کا ڈنکا بج چکا تھا اور پچھلی قومیں آپ کی آمد کی منتظر تھیں اور ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہونگے اور آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہوگا۔ نبوت آپ پر ختم ہو چکی ہوگی یہی وجہ تھی کہ یہ پیغمبر آخر الزماں کا شدت سے انتظار کرتے رہے۔

حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر نہ صرف پچھلی اُمتوں کا ایمان تھا بلکہ دورِ صحابہ سے قیامت تک اہل ایمان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی اور رسول مانتے آئے ہیں اور مانتے رہیں گے۔

دورِ رسالت میں یہود و نصاریٰ اگر چہ آپ کے سخت مخالفین میں سے تھے۔ مگر اس کے باوجود اس حقیقت کو مانتے تھے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی اور رسول ہونے کا عقیدہ کوئی معمولی معاملہ نہیں جسے نظرانداز کر دیا جائے۔ بلکہ یہ ایسا بنیادی عقیدہ ہے کہ جس طرح کوئی نماز، روزہ، حج یا اسلام کے کسی بنیادی رُکن کا انکار کرنے سے کافر ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح نبوت کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔

آج اُمتِ رسول اگر چہ کئی گروہوں اور فرقوں میں بٹ چکی ہے اور ہر گروہ کا اپنا ایک جداگانہ انداز ہے۔ آپس کے اختلافات نے ملتِ اسلامیہ کے سکون کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا ہے۔ جس کی وجہ سے آج بڑے بڑے فتنے المناک حادثات آپس کے اختلافات کی وجہ سے اُبھر کر سامنے آ رہے ہیں۔ مگر اتنے شدید اختلافات کے باوجود تمام کے تمام گروہ اس بات پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اور نبی ہیں۔

ہر گروہ کا یہ ایمان کامل ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئیگا۔ دورِ صحابہ سے لے کر آج تک ہر مسلمان کا یہ عقیدہ رہا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اعلانِ نبوت سے لے کر اب تک جس کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے مسلمانوں نے اس کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا۔ اس کی جھوٹی عظمت کو خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ نبوت کا سب سے پہلا دعویٰ مسلیمہ کذاب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کیا تو خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نتائج کی پرواہ کیے بغیر مسلیمہ کذاب کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔ بظاہر وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کا مدعی تھا لیکن اصل اختلاف حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے عقیدہ میں ہو گیا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے جب مسلیمہ کذاب کی فوج سے مقابلہ کیا تو اس وقت صحابہ کی زبانوں پر صرف ایک نعرہ تھا 'یا محمداہ یا محمداہ' یعنی وہ عین حالتِ جنگ میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مدد کیلئے پکارتے رہے۔ اگر چہ اس جہاد میں ہزاروں مسلمان شہید بھی ہوئے۔ مگر مسلمانوں نے اس وقت تک چین کا سانس نہیں لیا جب تک کذاب مسلیمہ کو موت کے گھاٹ نہ اُتار کر رکھ دیا۔ (ملاحظہ کیجئے البدایہ والنہایہ، ج ۶ ص ۳۲۴۔ طبری، ج ۳ ص ۲۵۰)

اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلیمہ کذاب کو قتل نہ کراتے اور اس سے رعایت کر دیتے تو آج یہ اُمت کئی فرقوں میں نہیں بلکہ کئی اُمتوں میں بٹ چکی ہوتی۔ ہر دور میں ایک نہ ایک نبی پیدا ہوتا رہا۔ سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلیمہ کذاب کو قتل کر کے رہتی دُنیا تک یہ مثال قائم کر دی کہ پیغمبر آخرالزمان حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ واجب القتل ہے۔ ایسے کاذب کو کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے خواہ خون کے دریا عبور کرنے پڑیں یا بلند و بالا پہاڑی سلسلے سر کرنے پڑیں ہر صورت میں اس جھوٹے مدعی کو قتل کیا جائے۔

مسلمان حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کو نبی ماننے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ آپ پر نبوت کا دروازہ بند ہو چکا۔ آپ خاتم النبین ہیں۔ لہٰذا جو کوئی بھی نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو بد بخت اس کے دعویٰ کو سچا تسلیم کرتا ہے وہ دونوں دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہیں اور وہ اسی سزا کے مستحق ہیں جو اسلام نے ان کیلئے مقرر فرمائیں یعنی واجب القتل۔ حضور سرورِ کونین حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبین ہونا محض ہمارے زبانی دعویٰ کی بناء پر نہیں بلکہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم (مائدہ:۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔

اس آیتِ مقدسہ میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ اسلام مکمل اور کامل دین ہے جو ہر لحاظ سے پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ جس کی تعلیمات رہتی دنیا تک بنی نوع انسان کیلئے مینارۂ نور ہیں، وہ عقائد جن پر انسان کی نجات کا انحصار ہے وہ مکمل طور پر اس دین میں موجود ہیں اب قیامت تک اس دین میں تبدیلی کی گنجائش نہیں جب دین مکمل ہو چکا تو پھر کسی دوسرے نبی کے آنے کی ضرورت بھی نہیں۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے دو ٹوک انداز میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبین (سورۂ احزاب:۴۰)

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پیچھے۔

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک لے کر فرمایا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں۔ لہٰذا اس آیتِ کریمہ کی روشنی میں اب اگر کسی نے حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی مانا تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو جھٹلایا اور قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت کا انکار کیا لہٰذا قرآنی آیتوں کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر دلائل کا ذخیرہ بے شمار حدیثوں کی کتابوں میں موجود ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے اور ساتھ یہ بھی کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (دیکھئے بخاری شریف کتاب المناقب باب خاتم النبیین)

مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ جب کوئی عمارت مکمل طور پر تعمیر ہو جائے اور اس میں کوئی جگہ ایسی خالی نہ ہو کہ جہاں کوئی اینٹ لگائی جاسکے تو کوئی ماہر انجینئر بھی اس عمارت میں ایک اینٹ کا اضافہ نہیں کرسکتا۔ اسی طرح حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے نبوت کی عالی شان عمارت مکمل ہو چکی۔ اب اس عمارت میں کسی اور نبی کی گنجائش نہیں۔ کسی نئے نبی کو اس عمارت میں تو اسی صورت میں جگہ مل سکتی ہے جبکہ سابقہ انبیاء میں سے کسی نبی کو عمارت سے نکال دیا جائے اور کسی نئے نبی کیلئے جگہ بنائی جائے۔

مسلمانو! ذرا سوچئے جو عمارت اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس نبیوں کی تعمیر فرمائی اور ایسی عالیشان تعمیر فرمائی کہ کہیں نقص کی گنجائش نہ رکھی اب اگر کوئی اس کی توڑ پھوڑ کر کے نئی اینٹ لگانا چاہے تو کیا اس کی توڑ پھوڑ کو اللہ تعالیٰ کی غیرت برداشت کرے گی؟ ہرگز نہیں! ختمِ نبوت کیلئے یہی اک حدیثِ مبارکہ اتنی جامع اور بصیرت افروز ہے کہ اس کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ مگر پھر بھی اپنے مسلمان بھائیوں کی معلومات کیلئے چند احادیثِ مبارکہ پیش کرتا ہوں جو کہ منکرِ ختمِ نبوت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوں گی۔

☆ حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مجھے تمام مخلوق کیلئے رسول بنایا گیا اور میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ (ملاحظہ کیجئے مسلم شریف، ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف)

☆ ایک اور جگہ حضور سرورِ کونین حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی اُمت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا۔ (ابن ماجہ)

اس حدیثِ مبارکہ میں جہاں حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ثابت ہوا وہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت کا آخری اُمت ہونا بھی ثابت ہوا۔ حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو آپ نے اپنا سر اوپر اُٹھایا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی اے پروردگار! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلے سے مجھے معاف کردے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کون؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار جب تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں نے اپنا سر اُٹھا کر تیرے عرش کو دیکھا تو اس میں لکھا ہوا نظر آیا: **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** تو میں نے یقین کرلیا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کوئی تیری بڑی معظم اور محبوب ہستی ہیں جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے آدم علیہ السلام! وہ تیری اولاد میں سب سے نبیوں میں سے آخری نبی ہیں اور اس کی اُمت تیری اولاد میں سے سب اُمتوں سے آخری اُمت ہے اور اگر وہ نہ ہوتے تو اے آدم تو بھی نہ ہوتا۔

(دیکھئے طبرانی شریف، ج ۲ ص ۸۲، ۸۳۔ مستدرک، ج ۲ ص ۵۱۴)

مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ سے بھی اس حقیقت کا پتا چلا کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور آپ کی اُمت آخری امت ہے آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ ہی کوئی اُمت۔ قیامت تک سوائے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کے کسی اور کی نبوت نہیں اور نہ ہی کوئی دوسری اُمت ہوسکتی ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کریگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ابوداؤد شریف کتاب الفتن)

☆ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ تبوک پر روانہ ہوئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مدینہ منورہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ آپ کچھ پریشان ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہے جو موسیٰ کو ہارون کے ساتھ تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (دیکھئے بخاری شریف، مسلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔

☆ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک ارشاد اور سنئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، اگر میرے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن ہوتا تو عمر بن الخطاب نبی ہوتے۔ (ملاحظہ ہو ترمذی شریف کتاب المناقب)

مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں آپ پر نبوت ورسالت کا دروازہ بند ہو چکا آپ خاتم النبین ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نبی و رسول نہیں آسکتا۔ اس حقیقت کے باوجود اب کسی کا نبوت کا دعویٰ کرنا اور کسی کا اس دعویٰ کو تسلیم کرنا سراسر کفر اور الحاد ہے۔ علامہ ابن حیان ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص کا یہ نظریہ ہو کہ نبوت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا اسے اب بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ وہ زندیق ہے اور واجب القتل ہے۔

مذکورہ بالا عبارت سے یہ بھی واضح ہوا کہ علماءِ حق نے ہر زمانے میں نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو قتل کردینے کا حکم دیا ہے۔

مسلمانو! اس حقیقت کو جان لینے کے بعد آیئے تاریخ کی ایک ایسی تلخ حقیقت کا مشاہدہ اپنے سر کی آنکھوں سے کرتے ہیں جس سے آج دنیا بھر کے کروڑوں مسلمان بالعموم اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے نئے مسلمان بالخصوص ناواقف ہیں۔

مسلمانو! پاکستان میں سرزمین پنجاب وہ خطہ ہے جہاں بے شمار اولیاء اللہ نے اپنے مقدس قدموں سے اس کو منور فرمایا اور اسلام کی نورانی کرنوں سے اس خطہ کو روشن کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس سرزمین پر آج بھی بیشمار اولیاء کرام کی مزارات مرجع خاص وعام ہیں اور یہاں کے لوگوں کو بالخصوص اولیاء کرام سے والہانہ لگاؤ ہے۔ چنانچہ جب انگریزوں نے ہندوستان میں اپنے ناپاک قدم جمالئے تو انہوں نے اپنے عیسائی پادریوں کو اکٹھا کیا اور انہیں اس بات کی دعوت دی کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں داخلی انتشار پیدا کیا جائے۔ چنانچہ عیسائی پادریوں نے جائزہ لینے کے بعد ایک مکمل رپورٹ حکومتِ برطانیہ کو پیش کردی جو حسبِ ذیل ہے۔

یہاں کے باشندوں کی ایک بہت بڑی اکثریت پیری مریدی کے رُجحانات کی حامل ہے۔ اگر اس وقت ہم کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں جو ظلی نبوت کا دعویٰ کرنے کو تیار ہو جائے تو اس کے حلقے نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہو جائیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں اس قوم کے دعویٰ کیلئے کسی کو تیار کرنا ہی بنیادی کام ہے۔ اگر یہ مشکل حل ہو جائے تو اس کی نبوت کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ اب چونکہ ہم برصغیر کے چپہ چپہ پر حکمران ہو چکے ہیں اور ہر طرف امن وامان بھی قائم ہو گیا ہے تو ان حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبے پر عمل کرنا چاہئے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث ہو۔ (اس تاریخ ساز حقیقت کو دیکھئے کتاب 'ہیں بڑے مسلمان' صفحہ ۶ از عبدالرشید ارشد)

اس رپورٹ کے بعد انگریز حکومت نے تمام تر زور اس بات پر لگا دیا کہ اولیاء اللہ کے مرکز سرزمین پنجاب سے کوئی ایسا نبی کھڑا کیا جائے جو لوگوں کو دامِ نبوت میں پھنسا کر گمراہ کرے اور مسلمانوں کی قوت واحدہ کو پارہ پارہ کر کے رکھ دے۔ ان کا شیرازہ بکھر جائے۔ یہ باہم دست گریبان ہو جائیں۔

پروفیسر ابوزہرہ مصری فرماتے ہیں، انگریز جو مغربی تہذیب وثقافت کو دیارِ ہند میں لائے تھے مغربی تہذیب کے دلدادہ مسلمانوں سے بڑا لگاؤ رکھتے تھے۔ انہیں اپنی تقریبات میں بلاتے اور بڑے بڑے عہدوں سے نوازتے اس قسم کے مسلمان حاکم مسلمانوں کی نمائندگی کرتے یہی وجہ ہے کہ سرزمین ہند گمراہ فرقوں کی آماجگاہ بن گئی ان فرقوں میں زیادہ نمایاں قوی تر اور ترقی یافتہ قادیانی گروہ تھا۔ قادیان ایک قصبہ ہے جو لاہور سے ساٹھ میل کے فاصلے پر ہے۔ قادیانی فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی تھے۔ جن کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ (کتاب اسلامی مذاہب، ص ۳۰۵ پروفیسر ابوزہرہ مصری)

مسلمانو! مذکورہ بالا انکشاف سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں کا وہ وفادار غلام تھا جو ہندوستان میں انگریزوں کے اقتدار کو مستحکم کرنے اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کیلئے ظاہر ہوا اور انگریز حکومت کی خواہش پر نبوت کا دعویٰ کیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی حتمی تاریخ پیدائش تو کسی کو معلوم نہیں البتہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کتاب البریہ میں اپنی تاریخ پیدائش ۱۸۴۰ء بتائی ہے۔ مرزا غلام احمد کے والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ابتدائی طور پر اُردو اور فارسی کی تعلیم حاصل کی مگر بعد میں عربی اور انگریزی کے بھی ماہر ہوگئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مختار کاری کا امتحان دیا مگر فیل ہوگئے۔ جس سے تعلیم سے دل اُچاٹ ہوا، درد، سر، پیچش، ذیابطیس جیسے مرض غلام احمد قادیانی کی زندگی کیساتھ رہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی انگریز حکومت کا وہ آلہ کار تھا کہ جس کا مدِمقابل سرزمین ہند میں کوئی دوسرا نہ تھا۔ انگریزوں سے اسے یہ منصب وراثت میں ملا تھا۔ کیونکہ اس کے والد بھی انگریزوں کے خیر خواہ تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس حقیقت کا اس طرح اعتراف کرتا ہے۔

میرے والد مرحوم کی سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ ہو نہیں سکتیں جو وہ خلوص دل سے اس گورنمنٹ کی خیر خواہی میں بجا لائے۔ انہوں نے اپنی حیثیت اور مقدرت کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمت گزاری میں اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے وقت صدق اور وفاداری دکھائی۔ (دیکھئے کتاب شہادت القرآن، صفحہ ۸۴ از مرزا غلام احمد قادیانی)

ایک اور جگہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے والد کے بارے میں لکھتا ہے، والد صاحب مرحوم اس ملک کے ممتاز زمینداروں میں شمار کئے جاتے تھے۔ گورنری دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور گورنمنٹ برطانیہ کے سچے شکر گزار اور خیر خواہ تھے۔ (کتاب ازالہ اوہام، صفحہ ۵۰ از مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے بڑے بھائی مرزا غلام قادر کے بارے میں تحریر کرتا ہے، اس عاجز کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر جس قدر مدت تک زندہ رہا اس نے بھی اپنے والد مرحوم کے قدم پر قدم مارا اور گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت میں بہ دل جان سے مصروف رہا۔ (دیکھئے کتاب شہادت القرآن، صفحہ ۸۴ از مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں سے اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں، میں ابتدائی عمر سے اس وقت جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مشغول ہوں تا کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیر دوں۔ (دیکھئے کتاب تریاق القلوب، صفحہ ۲۵ از مرزا غلام احمد قادیانی)

مذکورہ بالا عبارت میں حقیقت بالکل واضح ہے کہ مرزا صاحب ساٹھ سال کی عمر تک مسلمانوں کو انگریزوں کی طرف مائل کرنے کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ انہوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ انگریز حکومت کو مستحکم کرنے کیلئے ان کی حمایت میں جہاد کی ممانعت پر بے شمار کتابیں بھی لکھیں۔ جس سے ان کی اسلام دشمنی اور انگریز دوستی کا برملا اظہار ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی فخریہ طور پر اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ (ایضاً)

مسلمانو! یہاں میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کرتا چلوں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے، عنقریب مشرق کی جانب سے ایک گروہ پیدا ہوگا جو کہے گا کہ نہ جہاد کرنا جائز ہے اور نہ سرحدوں پر حفاظتی چوکیاں اور نگران دستے متعین کرنا جائز ہے۔ وہ لوگ آگ کے ایندھن ہیں۔ (یاد رہے کہ مدینہ کے مشرق کی طرف ہندوستان ہے)

(کنز العمال کتاب الجہاد، ج ۲ ص ۲۶۳)

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی سے صاف واضح ہے کہ ہندوستان کی دھرتی پر ایک ایسے گروہ کا ہونا یقینی ہے جو اسلام دشمن قوتوں کا پابند ہوگا جو جہاد کو ناجائز قرار دے کر یہودیوں اور عیسائیوں سے اپنی عقیدت کا اظہار کرے گا اسی گروہ کو آگ کا ایندھن کہا گیا ہے اور وہ جہنمی گروہ یقیناً مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے جس نے جہاد کی مخالفت میں اس قدر کتابیں اور اشتہار شائع کیئے کہ بقول مرزا غلام احمد قادیانی کے کہ پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی جہاد سے مخالفت کا اندازہ اس کے شعر سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ مرزا کہتا ہے ؎

دوستو! چھوڑ دو اب جہاد کا خیال

حرام ہے دین کیلئے لڑنا و قتال

مرزا غلام احمد قادیانی نے تحریری طور پر انگریزوں کیلئے جو خدمات انجام دیں ان کی مزید تفصیل مرزا سے سنئے، وہ لکھتا ہے:۔

مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہار چھپوا کر اس ملک اور دوسرے بلادِ اسلام میں اس مضمون کو شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریز ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے۔ یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اس کے دو مقدس شہر مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ شام، مصر، کابل اور افغانستان کے مختلف شہروں میں جہاں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی۔ (دیکھئے کتاب ستارہ قیصرہ، صفحہ ۷۔ مرزا غلام احمد قادیانی)

انگریز حکومت کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں پرورش پانے والے اور نبوت کا دعویٰ کرنے والے مرزا غلام احمد قادیانی نے تخریبِ دین اور انتشارِ دین کا جو سازشی منصوبہ اپنے ذمہ لیا تھا اسے انتہائی رازداری اور پراسرار طریقے سے عام کرنا شروع کیا۔

ابتداء میں مرزا غلام احمد قادیانی مسلمانوں کے سامنے ایک مخلص اُمتی کی حیثیت سے ظاہر ہوا اور یہ کہیں نہیں کہا کہ میں ایک نیا دین لے کر آیا ہوں بلکہ اس طرح اعلان کیا، میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا دین بجز اسلام کے اور کچھ نہیں اور میں کوئی کتاب بجز قرآن کے نہیں رکھتا اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نہیں جو کہ خاتم النبیین ہیں جس پر خدا نے بیشمار برکتیں اور رحمتیں نازل کی ہیں۔ (دیکھئے کتاب انجام آتھم، صفحہ ۱۴۳)

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک مرتبہ یہ اعلان کیا، ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیّدنا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لائیں۔ (دیکھئے کتاب ایام الصلح صفحہ ۸۶، ۸۷، بحوالہ تبلیغ اسلام شائع شدہ قادیان)

عقیدۂ ختم نبوت پر مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک اعلان اور سنئے، میں ان تمام اُمور کا قائل ہوں جو عقائد اسلام میں داخل ہیں۔ جیسا کہ اہلسنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیّدنا مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ میری اس تحریر پر ہر شخص گواہ رہے۔ (دیکھئے مندرجہ تبلیغ رسالت، ج ۲ ص ۲۰ اعلان مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

آخر میں مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک بیان اور سن لیجئے، ہمارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے پس اب کسی کو یہ حق نہیں کہ ان کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے۔ (ضمیمہ حقیقت گوئی، ص ۶)

مسلمانو! مذکورہ بالا عبارات کا بغور مطالعہ کیجئے۔ آپ پر یہ حقیقت بالکل واضح ہو جائے گی کہ ابتداء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنے آپ کو مسلمانوں کے سامنے پیش کیا تا کہ علم سے نا آشنا مسلمانوں کو قریب کیا جا سکے۔ عقیدہ کے معاملے میں اس ظالم نے کہیں بھی اُنگلی اُٹھانے کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ جہاں حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ختم نبوت کا اعتراف ہے وہاں یہ بھی اعتراف ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت اور رسالت کا دعویدار ہوگا وہ جھوٹا اور کافر ہے۔
ذرا بتایئے اس سے زیادہ کوئی سچا مسلمان نظر آ سکتا ہے...... ہرگز نہیں!

مسلمانو! جیسا کہ آپ شروع میں پڑھ چکے ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد وقت بوقت سچ ثابت ہوتا رہا اور مختلف زمانوں میں جھوٹے مدعی پیدا ہوتے رہے اور قہرِ الٰہی کا شکار ہوئے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے والے تیس کذابوں میں سے ایک کاذب مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے۔ جس نے عمل سے نا آشنا مسلمانوں کو اپنے ارد گرد جمع کر کے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اس طرح تیس دجالوں کی صف میں شمار ہوا۔ اپنی دنیا کو حسین بنانے کی خاطر لاکھوں مسلمانوں کی عاقبت برباد کر گیا اور دوٹوک لفظوں میں اعلانِ نبوت کر دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کا معیار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس بشارتِ عظمیٰ کو ٹھہرایا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد کے آنے والے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشارت دی اور ارشاد فرمایا:

مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

کہ خوشخبری ہے ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذکورہ بالا ارشاد کی تصدیق خود حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی فرمائی کہ جس آخری نبی احمد کی خوشخبری حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی وہ میں ہوں۔ ایک جگہ اور ارشاد فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس احمد کی خوشخبری دی تھی وہ احمد میں ہی ہوں۔ (ملاحظہ ہو مشکوٰۃ، ص ۵۱۳)

ایک اور جگہ اس طرح ارشاد فرمایا: انا محمد وانا احمد میرا نام محمد بھی ہے اور احمد بھی۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۱۵)

حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کے بعد اب کوئی بھی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ کوئی دوسرا انسان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کو اپنے سے منسوب کرے ورنہ یہ لازم آئیگا کہ نعوذ باللہ سرکارِ دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ ارشاد فرمایا (معاذ اللہ) مگر انگریزی ٹکڑوں پر پلنے والے مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارتِ عظمیٰ کو اپنے سے منسوب کرتے ہوئے کہا وہ احمد میں ہی ہوں۔ (ملاحظہ ہو نزول المسیح، صفحہ ۹۹)

اپنی نبوت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ اس طرح اعلان کیا، مجھے بروزی صورت میں نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا ہے مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان میں نہیں ہے۔ بلکہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا ہے پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔ (دیکھئے کتاب ایک غلطی کا ازالہ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک جگہ اس طرح اعلان کیا، میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔ (دیکھئے کتاب حقیقۃ الوحی، ص ۷۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی)

نبوت کا دعویٰ کرنے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی اپنی حقیقت منوانے کیلئے مسلمانوں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں، جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔
(دیکھئے کتاب تبلیغ رسالت، ج ۲ ص ۴۴۔ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی اس معاملے کو دوٹوک لفظوں میں اور وسیع کرتے ہوئے لکھتے ہیں، جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ (دیکھئے کتاب حقیقۃ الوحی، ص ۶۳۔ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اسی پر بس نہیں کیا۔ بلکہ انبیاء کرام کی شان میں بے شمار گستاخیاں کیں۔ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایک جگہ گستاخی کرتے ہوئے لکھتا ہے، میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل ہوں کیونکہ حضور علیہ السلام کے معجزات تین ہزار تھے اور میرے دس لاکھ ہیں۔ (دیکھئے کتاب گولڑویہ، ص ۴۰)

مذکورہ عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو افضل اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے سے کم تر ثابت کرنے کی جسارت کی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی تحریر کرتا ہے، ہم ایسے ناپاک اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اسے نبی مان لیں۔ (دیکھئے ضمیمہ انجام آتھم، ص ۷)

مذکورہ بالا عبارت کو پڑھ کو یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نظروں میں عیسیٰ علیہ السلام ناپاک، تکبر کرنے والے اور نیکوکاروں کے دشمن تھے۔ ذرا سوچیئے اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو روح اللہ کے مقدس لقب سے نوازا ہو اس مقدس نبی کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کس بدزبانی اور دریدہ دہنی سے گستاخانہ الفاظ تحریر کر رہا ہے اس سے شانِ نبوت میں گستاخی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

پیارے مسلمانو! انگریز حکومت نے جھوٹا نبی بنانے کا جو سرکاری منصوبہ بنایا تھا بالآخر وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے انگریز آقاؤں کو خوش کرنے اور اُمتِ مسلمہ کو پارہ پارہ کرنے کیلئے اپنے خود ساختہ من گھڑت اسلام کی تبلیغ شروع کی۔ یہودی اور عیسائی مشینری کی سرپرستی میں چلنے والی یہ جماعت اجنبی دنیا میں قادیانیوں کو مسلمان ظاہر کرتی ہے۔ آج یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ، جرمنی، کینیڈا اور ایشیاء کے کئی ممالک میں قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے اپنا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ عقائد سے ناآشنا لوگ قادیانیوں کو مسلمان سمجھ کر ان کی جماعت میں شمولیت اختیار کر لیتے ہیں۔

قادیانی جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کا اندازہ آپ اس بات سے بخوبی لگا سکتے ہیں کہ انہوں نے دنیا کی چودہ زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے کیے۔ نو مختلف زبانوں میں تبلیغی اخبارات و رسائل اور دیگر لٹریچر شب و روز شائع ہو رہے ہیں۔ کئی ممالک میں سینکڑوں عبادت گاہیں مسجدوں کے نام پر قائم کی ہیں۔ (تفصیل دیکھئے رسالہ تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک)

یہاں یہ بھی وضاحت کرتا چلوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار بڑی بڑی ڈینگیں مارتے ہوئے نظر آئیں گے کہ ہم دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام پہنچا رہے ہیں۔ ہماری کوششوں سے یورپ میں اتنی مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اتنے لوگوں کو ہم نے کلمہ پڑھایا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار چند یہودیوں کو قادیانی بنا کر خوش فہمی کا شکار ہیں اور اسے حق پرستی کی دلیل سمجھ رہے ہیں۔ ذرا بتایئے کہ اولیاء اللہ کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جنہوں نے لاکھوں کفار مشرکین کو کفر کی ظلمتوں سے نکال کر ہدایت کی راہ پر گامزن کر دیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری اور بے شمار اولیاء کرام نے لاکھوں مشرکوں کے کفر کو پاش پاش کر دیا اور ان کی پیشانیوں کو بارگاہِ خداوندی میں سربسجود کرا دیا۔ آج ہندو پاک میں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان آباد ہیں یہ سب کے سب بزرگانِ دین کی تبلیغ کے سبب مسلمان ہوئے ان کے مقابلے میں ساری اُمتِ مرزائیہ سمندر کے مقابلے میں قطرے کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔

اتنے زبردست کارنامے انجام دینے کے باوجود بزرگانِ دین نے نہ نبوت کا دعویٰ کیا، نہ مہدیت کا اور نہ ہی مسیحت کا بلکہ اپنے آپ کو غلامانِ مصطفیٰ ہی کہا اور اسی کو اپنے لئے باعث صد افتخار سمجھا۔ وہ حضرات جو اسلام کو چھوڑ کر قادیانیت اختیار کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا نبی ماننے کو تیار ہو چکے ہیں' ان کی خدمت میں مخلصانہ مشورہ ہے کہ اگر آپ کا ضمیر ذاتی غرض یا مالی مفادات سے بالاتر ہے تو خدارا ذرا سوچیئے کہ جس مرزا غلام احمد قادیانی نے ساری عمر عیسائی حکومت کی وفاداری کی اور جن کے ٹکڑوں پر وہ پلتے رہے اور جن عیسائیوں کی تعریف میں قصیدے لکھتے رہے وہ آپ کو کس سمت میں لے جانا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے۔ دنیا کے حالات ہزاروں پلٹے کھائیں۔ معاشی اور سیاسی میدانوں میں کتنے ہی انقلاب کیوں نہ برپا ہوں۔ ہر قوم کیلئے ہر زمانے میں فلاح دارین کا راستہ دِکھانے کیلئے اب کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہیں۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ سلسلہ نبوت بند کرنے کا فیصلہ کسی ایسی ہستی نے کیا جو آنے والے حالات سے بے خبر ہے۔ یا جو مختلف قوموں اور ملکوں کی ضرورتوں سے ناواقف ہے۔ بلکہ یہ فیصلہ اس ذات والا صفات کا ہے جو کائنات کی ہر چیز سے واقف ہے اور ان تمام اُمور سے بھی باخبر ہے جن پر عالم انسانیت کی فلاح و بقاء کو انحصار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا آخری رسول بنایا اور پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا۔ لہٰذا اس نعمتِ عظمیٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اظہار دنیا ہی میں نہیں بلکہ قیامت کے دن بھی ببانگ دہل ہوگا۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، بروزِ حشر تمام گناہگار حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کے در پر فریاد رس ہوں گے اور اپنی شفاعت کے طلب گار ہوں گے مگر ہر دروازے سے یہی آواز آئے گی:

نفسی نفسی اذھبوا الیٰ غیری

کسی اور کے پاس جاؤ۔

آخر میں حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے:

یا محمد انت رسول اللّٰہ و خاتم الانبیاء

اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ اللہ کے رسول اور نبیوں کا ختم کرنے والے ہیں۔ یعنی آپ پر نبوت ختم ہوگئی ہماری شفاعت فرمایئے۔

مسلمانو! یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی نے یہی کہا کہ تم میرے بعد والے نبی کے پاس جاؤ شاید وہ شفاعت کر دیں اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی ہوتا تو یقیناً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہی ارشاد فرماتے۔ کسی اور کے پاس جاؤ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس جاؤ (نعوذ باللہ) مگر یہاں تو رنگ ہی نرالا ہے ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتا ہے، ہاں ہاں میں اس کا اہل ہوں پھر آپ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوجائینگے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد فرمائینگے جیسی آج تک کسی نے بیان نہ کی۔ بابِ شفاعت آپ کیلئے کھول دیا جائیگا۔ (دیکھئے بخاری شریف،

شرح اسماء النبی، ص ۲۴)

مسلمانو! ذرا سوچو جب حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت تمام جہانوں کیلئے قائم ہو چکی، جب حضور ختم المرسلین پر نازل ہونے والے کتاب قرآن مجید بغیر کسی تحریف کے ہماری رہنمائی کیلئے اب بھی موجود ہے جب حضور تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ تمام تفصیلات کیساتھ موجود ہے، جب خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکمل دین روزِ اوّل کی طرح آج بھی بھٹکی ہوئی انسانیت کی رہنمائی کیلئے ہمارے درمیان موجود ہے۔ ذرا بتایئے ان سب کے ہوتے ہوئے کسی نئے نبی کی ضرورت ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ جب حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا آفتاب طلوع ہو چکا اور اس آفتاب کی کرنوں سے سارا جہان روشن ہو چکا ہے تو اب دن کے اُجالے میں کسی نئے چراغ جلانے کی کوشش کی تو اسے بجھا دیا جائے گا۔

جب قصرِ نبوت کا محل مکمل ہو چکا اور خود اللہ تعالیٰ نے اس محل کو اپنے محبوب نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آخری اینٹ لگا کر مکمل اور خوبصورت بنا دیا۔ اب اگر کسی نے قدرت کے بنائے ہوئے اس محل کو توڑ کر فالتو اینٹ لگانے کی کوشش کی تو اس کے ہاتھ توڑ دیئے جائیں گے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا تناور درخت ساری انسانیت کیلئے سایہ فگن ہو چکا ہے تو اب اس شامیانہ رحمت کے ہوتے ہوئے کسی نے پودا لگانے کی کوشش کی تو وہ پودا جڑ سے اُکھاڑ پھینکا جائے گا۔

یہی جذبہ ہر مسلمان کا ہونا چاہئے اور اسی جذبے اور عقیدے کے تحت دنیا بھر کے مسلمانوں کو قادیانی دھرم کے خلاف متحد ہو جانا چاہئے۔ ان کی سرگرمیوں پر بھرپور نظر رکھی جانی چاہئے۔ تمام سرکاری اور نیم سرکاری اداروں سے انہیں برطرف کیا جائے ان سے مراسم استوار کرنا یا ان کی تعظیم کرنا ایک مسلمان کیلئے کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔

مسلمانو! اس کتاب کے لکھنے کا اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں کہ علم سے نا آشنا مسلمانوں کو مرزائیوں کے مکروفریب سے محفوظ کیا جائے اور دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی مسلمان آباد ہیں انہیں قادیانیوں کی پرفریب سازشوں سے آگاہ کیا جائے۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کتاب کو دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع کر کے دنیا کے کونے کونے میں بھیجا جائے اس کیلئے تمام مسلمان اپنی حیثیت کے مطابق کتاب کی اشاعت کا اہتمام کریں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو بھٹکی ہوئی انسانیت کیلئے رہنمائی کا ذریعہ بنائے اور اُمتِ مسلمہ کو درپیش فتنوں سے امان نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہِ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آپ کا بھائی

گدائے درِ رسول

محمد نجم مصطفائی

۱۴ اپریل ۱۹۹۶ء